

الحمد لله رب العالمين ، ماشاءالله



محمد علی حسن (منیجنگ ڈائریکٹر)
اے۔ ایم انٹرنیشنل

کاروبار کی دنیا



AliMagnus



appletorose



www.aminternational.pk



www.fakeer.pk

اگست 2024 ایڈیشن نمبر 5



appletorose



AliMagnus



www.fakeer.pk



www.aminternational.pk

اس کتاب میں موجود اہم موضوعات

- 1- میرا نوکری سے کاروبار تک کا سفر۔ بزنس مینجر سے بزنس مین تک کا سفر
- 2- بزنس مین اور بزنس مینجر میں فرق
- 3- اپنے منافع کے مارجن کو کم نہ کریں، یہ آپ کی بزنس لائف لائن ہے۔ اپنے کاروبار کا خون بہنے نہ دیں۔
- 4- کاروبار میں ذاتی تعلقات کا استعمال کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ کوالٹی، معیار اور برانڈ پر محنت کرنی چاہیے۔
- 5- پاکستان کے بدترین معاشی حالات کی ایک بہت بڑی وجہ پاکستانی بزنس مین کی تذلیل کرنا اور ان کو ڈرانا اور Tension دینا ہے۔ اپنے سیاسی مفادات کے لیے ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی سے مت کھیلیں۔
- 6- پاکستان میں ایک بہت بڑا ایسا مافیا ہے، جو کہ اصل میں پاکستان کے کئی مسائل کی جڑ ہے۔ مگر ہم اس مافیا کا نام تک نہیں لیتے۔
- 7- ملکی معیشت کے لیے بہتر کیا ہے؟ جمہوریت یا مارشل لا، (ڈیکٹیٹر شپ)۔ دیکھئے کہ 1991 کے بدترین معاشی بحران سے بھارت کیسے نکلا۔
- 8- پاکستانی بزنس، اور معیشت کا ایک انتہائی مثبت پہلو۔۔۔ جو اس کی اصل طاقت ہے۔
- 9- چند اہم کاروباری نکات۔
- 10- آج سے چند سو سال پہلے تک، ترکی، ہندوستان، اور عرب کے علاقے دنیا کے ترقی یافتہ ترین علاقے تھے، جبکہ آج یہی علاقے یورپ اور مغرب کے آگے انتہائی پسماندہ اور غریب ہیں۔ آئیے، آج مل کر ان معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

11- کسی انسان کی کامیابی یا ناکامی میں، آخر کتنا حصہ، اس کی تعلیم، اور محنت کا ہوتا ہے؟ اور کتنا حصہ تقدیر (قسمت) کا ہوتا ہے؟

12- کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ کیا پاکستان میں انسان کا جان و مال، اولاد اور ایمان، زیادہ محفوظ ہے، یا امریکہ، یورپ، UAE، سعودی عرب، وغیرہ میں ہے؟ آج حقائق جانئے۔

13- کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں، اسی لیے، پاکستان کے ذہین اور قابل لوگ پاکستان کو تیزی سے چھوڑ کر امریکہ یا یورپ وغیرہ میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں۔

14- پہلے عام لوگوں اور خاص لوگوں کا فرق سمجھیں۔ تاکہ آپ کو خاص لوگوں کی قدر ہو سکے۔

15- دنیا بھر میں بزنس مین کی 2 اہم ترین اقسام۔

16- یہ کہنا درست نہیں ہے کہ، امیر لوگ ٹیکس نہیں دیتے، جس کی وجہ سے پاکستان میں مالی مشکلات ہیں، جبکہ غریب تو بجلی کے بل، پٹرول ہر چیز پر سیلز ٹیکس دیتا ہے۔ آج حقیقت جانئے۔

17- آخر کیا وجہ ہے، کہ، پاکستان کو امریکہ، یورپ اور بھارت کی طرح قابل، ایماندار اور اچھے حکمران نہیں ملتے؟

18- آخر کیا وجہ ہے کہ، پاکستانی بزنس مین، دیگر ممالک کے کاروباری افراد سے انتہائی پیچھے کیوں ہیں؟ کڑوی حقیقت کو جاننے سے پہلے چند حقائق جانئے اور سمجھیئے۔

19- خواہ عمران خان ہو، یا مشرف، نواز شریف ہو یا زرداری، سٹائل، اور انگریزی انداز تو ہمارے پاس ہیں، مگر ترقی دیسی سے مودی کا بھارت کرتا جا رہا ہے۔ آخر کیوں؟

20- کاروبار اور پیسہ کمانے میں کتنا عمل دخل قسمت کا ہوتا ہے، اور کتنا انسان کی اپنی محنت کا ہوتا ہے؟

21- آج جانئے وہ چند وجوہات جن کی وجہ سے پاکستان عوام ذلیل ہو رہی ہے اور بھارتی عوام کی دنیا میں عزت بڑھتی جا رہی ہے۔

22- کسی کی نظر میں فوجی جرنیل پاکستان کے مسائل کی وجہ ہیں تو کوئی سیاستدانوں، علماء کرام، سرکاری افسران اور کاروباری افراد کے خلاف ہے، آخر حقیقت کیا ہے؟

23- کئی لوگ کہتے ہیں کہ، کاروبار چھوٹا ہو یا بڑا، اپنے اکیلے کا ہونا چاہیے۔ جبکہ کئی لوگ پارٹنرشپ کے قائل ہیں۔ آخر کیا کرنا چاہیے؟ اور کس انسان سے پارٹنرشپ کرنی چاہیے؟

12-08-2024.

1 میرا نوکری سے کاروبار تک کا سفر۔ بزنس مینجر سے بزنس مین تک کا سفر

1997 میں MBA کیا۔

پہلی نوکری 1997 سے 2002 تک۔ فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے والی ایک کمپنی میں۔

دوسری نوکری 2002 سے 2004 تک۔ یہ بھی فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے والی کمپنی تھی۔

تقریباً 7 سال تک فوڈ فلیورز اور خشبویات کی انڈسٹری میں نوکری کرنے کے بعد 2004 میں خود

استخارہ کر کے، اپنے قریبی فیملی ممبرز کے مل کر اپنی ایک فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے کی فیکٹری کا آغاز کیا۔

شروع میں اندازہ تھا، کہ 2 سال تک کمپنی منافع میں آجائے گی۔ مگر سارے اندازے جلد ہی تبدیل ہونے

لگ گئے۔ 2 سے 4 اور 4 سے 6 سال اور 6 سے 8 سال اور 8 سے 10 سال ہو گئے، مگر کاروبار منافع میں نہیں

آسکا۔ کمپنی پر قرضے چڑھنے شروع ہو گئے، حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ، قرضہ لینے کے لیے اپنا ذاتی رہائشی

مکان تک گروی رکھنا پڑ گیا۔ بلکہ میرے دوسرے بزنس پارٹنر کا بھی ذاتی رہائشی مکان بھی گروی رکھنا پڑ گیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اپنے کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ 10 سال ہو گئے۔ مگر کاروبار جھٹکے ہی

لیتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان شروع کے 10 سالوں میں بھی ہر سال کمپنی کے ٹیم ممبرز کی سالانہ

تنخواہ اور مراعات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا گیا۔ اور کمپنی کے اکاؤنٹنٹ کے علاوہ کسی دوسرے کو کمپنی کی مالی

پریشانیوں سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

کئی اندر کی خبر رکھنے والے دوست حیران ہوتے تھے، کہ آپ کو ان شدید مالی پریشانیوں اور دباؤ کے باوجود

رات کو نیند کیسے آجاتی ہے۔ تو میرا جواب ہوتا تھا، کہ یہ کاروبار میں نے استخارہ کر کے شروع کیا ہے۔ اور

میرے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ، جو استخارہ کرتا ہے، کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ لہذا ان شاء اللہ تعالیٰ یہ

کاروبار ضرور کامیاب ہوگا۔ دیر ہو سکتی ہے، لیکن نامراد ہی نہیں ہو سکتی۔ لہذا لگے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی

مہربانی سے تقریباً 2014 میں حالات بہتر ہونا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ کاروبار بہتری کی طرف ہونا شروع ہو گیا۔ یعنی 10 سال کاروبار کے اور 7 سال کی نوکری، یعنی تقریباً 17 سال کے بعد آہستہ آہستہ حالات میں بہتری آنا شروع ہوئی۔

لہذا میرا تجربہ یہی بتاتا ہے، کہ 18 سے 20 سال کسی بھی کاروبار کو مناسب سیٹ ہونے میں لگ ہی جاتے ہیں۔ صرف کچھ لوگ ہی راتوں رات کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر وقت لگتا ہے۔ لہذا صبر اور حوصلہ کا دامن مت چھوڑیں۔ جھوٹ اور بے ایمانی پر اپنے کاروبار کی بنیاد کبھی مت رکھیں۔ خوش اخلاقی، سچ، محنت، اور انسانیت کو اپنی ذات کا حصہ بنالیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی ناکام نہیں ہوں گے۔

محمد علی حسن (ہیجنگ ڈائریکٹر) اے ایم انٹرنیشنل

2- بزنس مین اور بزنس مینجر میں فرق

بزنس مینجرز، وہ ہوتے ہیں، جو بزنس مین کے کاروبار میں، بزنس مین کی مدد کرتے ہیں۔ مگر خود کاروبار کرنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔ جبکہ، بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو کاروبار، یا کاروباری ادارہ بناتا ہے۔ بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو صرف خواب ہی نہیں دیکھتا، بلکہ اس خواب کی تعبیر کے لیے دن رات ایک بھی کرتا ہے۔ اکثر بزنس مینجرز بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں، جبکہ اکثر بزنس مین، مناسب پڑھے لکھے، اور کئی بزنس مین تو تقریباً ان پڑھے بھی ہوتے ہیں۔

بزنس مینجرز سہولیات کے بغیر کام نہیں کر سکتے۔ وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں میں نوکری تو کرنا چاہتے ہیں، مگر بڑی کمپنی کی نوکری چھوڑ کر اپنا چھوٹا سا کاروبار شروع کرنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔ جبکہ، بزنس مین، وسائل کی کمی کی شکایت نہیں کرتا، بلکہ اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، اس کے مطابق ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ بزنس مین، جلد فیصلہ کرتا ہے، اور رسک لینے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے کامیاب بزنس مین،

انتہائی غربت سے اپنا کاروبار شروع کرتے ہیں، اور وسائل کی کمی کاروبار کرنے کی بجائے، جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے، اس سے کام شروع کر دیتے ہیں، لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ اپنے خواب کی تعبیر میں دن رات لگا دیتے ہیں۔ جبکہ، بزنس مینجرز، رسک نہیں لیتے، بلکہ گارنٹی لے کر کام کرتے ہیں۔ ایک نوکری کے بعد دوسری نوکری، زیادہ تنخواہ، مراعات اور بہتر ملازمت کی گارنٹی پر نوکری تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

بزنس مین، وہ ہوتا ہے، جو ایک پلیٹ فارم تیار کرتا ہے۔ کمپنی یا کاروبار کی شکل میں، بزنس مینجرز ان پلیٹ فارمز کو استعمال کرتے ہیں۔ اپنے اور بزنس مین، دونوں کے فائدے کے لیے۔ بزنس، اصل میں، حوصلہ، کاروباری سوچ، بڑے دل، محنت، مستقل مزاجی اور اپنے ساتھ دوسروں کو لے کر چلنے کا نام ہے۔ یہی وجہ سے کہ، بہت سارے بزنس مین مناسب تعلیم یافتہ ہوتے ہیں، اور اکثر تو کاروبار بھی انتہائی غربت سے شروع کرتے ہیں۔

پاکستان کے چند بڑے بزنس مین، جن کے پاس آج ہزاروں بزنس مینجرز کام کر رہے ہیں۔
 میاں محمد منشاء صاحب، صدر الدین ہاشوائی صاحب، چوہدری ذوالفقار صاحب، ملک ریاض صاحب

حدیث پاک: دنیا کے 10 حصہ رزق میں سے 9 حصہ رزق تجارت (کاروبار) میں ہے۔

(مفہوم حدیث پاک)

مشورہ: لہذا کاروبار کو ہی ترجیح دیں۔ یاد رہے، کہ عام طور پر اکثر کاروبار، 10 سے 20 سال میں جا کر سیٹ ہوتے ہیں۔ لہذا صبر حوصلہ اور مستقل مزاجی انتہائی ضروری ہے۔ اپنی طرف سے محنت، ایمانداری، لگن، مستقل مزاجی، کے ساتھ کام شروع کریں، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، کامیاب ہوں گے۔ کاروبار، کریں، یہ راستہ عام طور پر طویل اور دشوار ہوتا ہے، مگر اس میں برکت، راحت اور آسانی بھی ہے۔

3- اپنے منافع کے مارجن کو کم نہ کریں، یہ آپ کی بزنس لائف لائن ہے۔ اپنے کاروبار کا خون بہنے نہ دیں۔

گر اس پرافٹ کو کبھی نہیں منایا جانا چاہیے، یا اسے سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے، کیونکہ اصل چیز دن کے اختتام پر خالص منافع (نیٹ پرافٹ) ہے۔ خواہ سروس انڈسٹری میں ہو، FMCG یا B2B، کبھی بھی Competition کی وجہ سے یا کلائنٹس کے دباؤ میں، اپنے منافع کے مارجن پر سمجھوتہ نہ کریں، اور نہ ہی معیار کو گرائیں۔ منافع کے مارجن میں یہ کمی بالآخر تمام کاروباری کارروائیوں کو متاثر کرتی ہے، جیسے کہ آپ کے پاس تنخواہ میں اضافے اور ٹیم کے اراکین کی دیگر مراعات کے لیے بہت کم فنڈز ہوتے ہیں، اس لیے بالآخر، اچھی ٹیم کے اراکین آپ کو چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ فنڈ کی کمی کی وجہ سے آپ کا R&D سست ہو جاتا ہے، آپ اپنے پلانٹ اور مشینری کو اپ گریڈ کرنے کے قابل نہیں رہتے، آپ اپنے تمام انفراسٹرکچر کو اپ ڈیٹ نہیں کر سکتے، اور آپ اپنے کاروبار کو بڑھانے کے قابل نہیں رہتے۔

اور وہ کلائنٹ جس کے لیے آپ نے اپنے منافع کے مارجن پر سمجھوتہ کیا تھا، وہ بھی آپ کو چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ آپ اسے وہ معیار نہیں دے سکے جس کی وہ آپ سے توقع کرتا ہے، جیسا کہ ہمیشہ یاد رکھیں، معیار کی ایک قیمت ہوتی ہے، اور اس لاگت کو اچھے منافع سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ نہ کہ اپنے منافع کو کم کرنے سے۔ کم منافع، زیادہ سیل، تمام حالات میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔ لہذا، پہلے اپنی ٹارگٹ مارکیٹ، اپنی طاقت، کمزوریوں، مارکیٹ کے مواقع اور خطرات کو بہت احتیاط سے پہچانیں، اور پھر بہت احتیاط سے کاروبار میں داخل ہوں۔ زیادہ تر لوگ منافع کے لیے کاروبار چلاتے ہیں،

عوامی خدمت یا خیرات کے لیے نہیں۔ اگر آپ کے پاس اچھا منافع ہے، تو آپ کے پاس ٹیم کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ بجٹ، R&D کے لیے زیادہ فنڈز ہوتے ہیں، آپ پیشہ ورانہ وسائل کو راغب کر سکتے ہیں وغیرہ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت زیادہ منافع آپ کو مارکیٹ سے باہر کرنے پر مجبور کر سکتا ہے، لیکن

بہت کم منافع آپ کو کاروبار سے مکمل طور پر ختم کر سکتا ہے۔ لہذا زیادہ منافع بہت خطرناک ہے، لیکن بہت کم منافع بھی انتہائی مہلک ہے۔ لہذا مناسب منافع ضرور رکھیں۔

کچھ عالمگیر اصول ہیں، نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ باقی سب کے لیے بھی، جیسے ::: وہ لوگ، جو دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

4۔ کاروبار میں ذاتی تعلقات کا استعمال کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ کوالٹی،

معیار اور برانڈ پر محنت کرنی چاہیے۔

بعض اوقات ہم یہ ماننا شروع کر دیتے ہیں کہ مختلف کلائنٹس، سپلائرز، کاروباری ساتھیوں وغیرہ کے ساتھ ہمارے ذاتی اور براہ راست رابطے، ہمارے کاروبار کو اچھی طرح سے بڑھانے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے وقت کا بڑا حصہ ملنے ملانے وغیرہ پر صرف ہوتا ہے۔ کچھ حد تک اور محدود علاقوں میں یہ درست بھی ہے، لیکن اہم کاروباری دنیا اور طریقوں میں یہ کاروبار کے لیے تباہ کن اور انتہائی مہلک ہے۔ جیسا کہ وقت پیسہ ہے اور سب سے بڑا اثاثہ ہے جو کسی کے پاس ہو سکتا ہے۔ ایک کاروباری آدمی کے طور پر، ہمیں اپنی مصنوعات اور خدمات کے معیار پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی، جو بالآخر دوسروں کو ہمارے ساتھ ہاتھ ملانے پر مجبور کر سکتا ہے۔

ایک اچھے بزنس مین کے طور پر سسٹم بنانے میں زیادہ وقت صرف کرنے کی کوشش کریں، اس سے آپ کے پروڈکٹ کے معیار اور خدمات میں باقاعدگی سے بہتری آسکتی ہے۔ یہ بالآخر دوسروں کو آپ کے قریب آنے پر مجبور کرے گا۔ اپنی مصنوعات اور خدمات کو اس اعلیٰ معیار تک پہنچائیں کہ آپ کی مصنوعات خود بخود دوسروں کے لیے ترقی آپشن بن جائیں، معیار اور خدمات کی بنیاد پر، نہ کہ ذاتی یا براہ راست رابطوں کی بنیاد پر۔

برانڈز بنائیں، صرف مصنوعات ہی نہیں: عام طور پر، برانڈز راتوں میں نہیں بنتے، برسوں کی قربانیاں، کوششیں، معیار کی جانچ، غلطیوں سے سیکھنا، اور پیشہ ورانہ مہارت ان سب کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے آپ FMCG کاروبار میں ہوں یا B2B، ہر جگہ برانڈز کی ضرورت اور تعریف کی جاتی ہے۔ پاکستان سے کچھ مثالیں: نشاط گروپ، کینڈی لینڈ، پیکیجز، مچلز فروٹ فارمز، کچن کوزین، یونی Lu Biscuit، EBM اور تھ شرٹ اور ٹائی شاپ، کیک اینڈ بیکیس، صوفی آئل اینڈ فوڈ، وغیرہ۔ Biscuit، Volka Food

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

جیسا کہ کچھ عالمگیر اصول ہیں، نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ باقی سب کے لیے بھی، جیسے وہ لوگ، جو دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

5- پاکستان کے بدترین معاشی حالات کی ایک بہت بڑی وجہ پاکستانی بزنس مین کی تذلیل کرنا اور ان کو ڈرانا اور Tension دینا ہے۔ اپنے سیاسی مفادات کے لیے ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی سے مت کھیلیں۔

خواہ عمران خان کی حکومت ہو، یا نواز شریف یا زرداری کی، یہ تمام ہی ہمیشہ IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی تو انتہائی خوشامد کرتے ہیں۔ اور ہر جائز اور ناجائز بات کو خوشی خوشی تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ بیرون ملک سے Investment کرنے والوں کو اپنے سرکاتاج بناتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ مگر کم از کم اپنے ملک کے کاروباری افراد کو ذلیل تو مت کریں۔ ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی ہر وقت تعریف کرنے کی، اور اپنے لوگوں میں ہر وقت کیڑے نکالنے کی۔

یاد رہے، پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی IMF امریکہ یا سعودی عرب نہیں ہے۔ پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی، پاکستان کے پہلے بڑے بڑے بزنس مین ہیں۔ ان 1000 افراد سے پاکستان کے کروڑوں لوگ وابستہ ہیں۔ امریکہ، IMF، سعودی عرب اور UAE وغیرہ کی تو ہماری حکومتوں کو، منت تر لے، بھی کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی، مگر اپنے بزنس مین کو ہماری حکومتیں ذلیل بھی خوب کرتی ہیں اور بدنام بھی خوب کرتی ہیں۔ ہم پاکستانیوں میں کئی کمزوریاں ضرور ہیں، مگر الحمد للہ رب العالمین، ہم اتنے بھی برے نہیں ہیں، جتنا برا ہمیں بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آج کل بہت سے سیاستدان یہ کہتے رہتے ہیں کہ پاکستان کو چند امیر لوگوں نے لوٹا ہے، کبھی ڈرگ مافیا کے نام پر تاجروں کو گالیاں دی ہیں، کبھی سیمنٹ مافیا کے نام پر تاجروں کی تذلیل کی ہے۔ کبھی بزنس مین کو پیٹرول مافیا وغیرہ کہہ کر لوگوں کی نظروں میں کایمچ گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مقصد عوام کی ہمدردیاں جیتنا ہے، تاکہ عوام کی نظریں سیاست دان کی نااہلی پر نہ جائے بلکہ، سارا ملکہ ان امیر بزنس مین پر ڈالا جائے اور یہ بزنس مین عوام کی نظروں میں رسوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ، کی مہربانی سے، پاکستان کے 1000 امیر ترین افراد، فیکٹریاں یا کاروبار ہی اصل میں دنیاوی طور پر 22 کروڑ پاکستانیوں کے بوجھ کا اکثر حصہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ کسی فیکٹری سے 500، تو کسی سے 5000 اور کسی ادارے سے 25000 افراد منسلک ہوتے ہیں۔ بے شک روزی تو اللہ تعالیٰ ہی عنایت فرماتے ہیں، مگر عام طور پر وسیلہ یہ فیکٹری مالکان، کاروباری شخصیات ہی بنتے ہیں۔ دکھ کی بات ہے کہ، کئی لوگ اس وسیلہ کی قدر کرنے کی بجائے اس کو ہر وقت تنقید کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں۔

رزق بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے، لیکن براہ کرم اس ذریعہ کا احترام کریں جس سے آپ کو یہ حاصل ہوتا ہے۔ خدانہ کرے اگر آج پاکستان کے پہلے 1000 امیر لوگ اپنے کاروبار بند کر دیں تو شاید چند ہی دنوں میں پاکستان دیوالیہ ہو جائے۔ وہ 1000 لوگ شاید دنیا کے کسی بھی ملک میں جائیں تو اور اپنی باقی زندگی عیش و عشرت میں گزار لیں گے، لیکن ہو سکتا ہے کہ ان 1000 افراد کے جانے کے بعد پاکستان بدترین معاشی بحران کا شکار ہو جائے، کیونکہ یہ صرف 1000 امیر افراد ہی نہیں، وہ پاکستان کے 1000 اہم ترین کاروباری دماغ بھی ہیں۔ اور وہ پاکستان کی معاشی ترقی کی اصل ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

بھٹونے تاجروں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کی۔ اور کہنے لگے کہ کچھ امیر ترین لوگوں یا خاندانوں نے پاکستان کی دولت لوٹ لی ہے اور یہ امیر لوگ مزدوروں اور غریبوں کا خون چوستے ہیں وغیرہ۔ عوام کی ہمدردیاں اور ووٹ حاصل کرنے کے لیے بھٹو حکومت نے پاکستان کے تمام بڑے کارخانوں اور کاروباروں پر قبضہ کر لیا۔ اور مزدوروں کو ان کاروباروں کا انچارج بنا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شروع شروع میں تو غریب لوگ بہت خوش تھے کہ مالکان جاچکے ہیں اور اب وہ کچھ بھی کرنے کے لیے آزاد ہیں، لیکن وہ غریب فیکٹری مزدور اور یہ کارخانے بہت جلد مالی طور پر تباہ ہو گئے، کیوں کہ اصل ہنران کو چلانے کا صرف کارخانوں کے مالکان کو ہی تھا۔ پاکستان بدترین معاشی بحران میں داخل ہو چکا تھا۔

اور پھر وہ وقت بھی آیا جب حکومت نے فیکٹری مالکان سے منٹیں کی کہ وہ واپس آجائیں، اور اپنا کاروبار کریں، لیکن بہت سے فیکٹری مالکان ملک چھوڑ کر جا چکے تھے، اور بہت سے حکومت کے ذلت آمیز رویے کی وجہ سے واپس نہیں آئے۔ ان میں سے کئی نے واپس آنے سے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں آج تک پاکستان اس معاشی تباہی کے اثرات سے نہیں نکل سکا۔ جس طرح پاکستان کو فوج، عدلیہ، علماء، اساتذہ، سیاست دانوں اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی ضرورت ہے، اسی طرح اسے کاروباری افراد کی بھی ضرورت ہے۔

اگر امریکہ آج سپر پاور ہے تو وہ اپنی 1000 بڑی کمپنیوں کی وجہ سے سپر پاور ہے۔ یہ 1000 کمپنیاں بنیادی طور پر USA کا معاشی سائیکل چلاتی ہیں۔

مختصر یہ کہ پاکستانی کاروباری افراد فرشتے نہیں ہیں، ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، لیکن سیاستدانوں کو اپنے مفاد کے لیے عوام اور کاروباری کے درمیان نفرت پیدا نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ بھٹو شاید اس نفرت کو ہوا دے کر اپنا کچھ وقتی سیاسی فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو گئے ہوں لیکن پاکستان ابھی تک اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ بیکو فیکٹری کی ویران اور برباد دیواریں آج بھی بھٹو کے غلط فیصلوں پر رو رہی ہیں۔ کاروبار برسوں اور کئی نسلوں کی جدوجہد پر قائم ہوتے ہیں، اپنے سیاسی مقاصد کے لیے انہیں قربان نہ کریں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے و طفیل تمام مسلمانوں کے تمام گناہوں کو معاف فرمائیں اور ہم سب کو فوری ہدایت عطا فرمائیں اور ہم سب کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھیں اور ہم سب کو ہمیشہ خوش و خرم رکھیں۔ آمین

6- پاکستان میں ایک بہت بڑا ایسا مافیا ہے، جو کہ اصل میں پاکستان کے کئی مسائل کی جڑ ہے۔ مگر ہم اس مافیا

کا نام تک نہیں لیتے۔ اور وہ ہے، پاکستانیوں میں مایوسی پھیلاؤ، مافیا۔

اس مافیا کی چند نشانیاں۔ ہائے پاکستان میں کتنے برے حالات ہیں۔ ہائے پاکستان میں کتنی کرپشن ہے۔ ہائے پاکستان میں تو کوئی سسٹم ہی نہیں ہے۔ ہائے پاکستان میں کتنی مہنگائی ہے۔ ہائے پاکستان میں معیارِ تعلیم اور صحت کی سہولیات کتنی کم ہیں۔ ہائے پاکستان، کی فوج سارے پاکستان کا بجٹ کھا جاتی ہے۔ ہمیں فوج کی کوئی ضرورت نہیں۔ وغیرہ۔

بے شک مہنگائی بہت ہے، لیکن الحمد للہ رب العالمین، لوگوں کی قوت خرید میں بھی گزشتہ 30 سال میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ، کئی معاملات میں حالات واقعی پریشان کن ہیں، مگر الحمد للہ رب العالمین، حالات اتنے بھی برے نہیں، جتنے، یہ "مایوسی بریگیڈ" والی مافیا پھیلا کر پاکستانی عوام کا حوصلہ توڑنے کی ناکام کوشش کرتی رہتی ہے۔ گزشتہ سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، خواہ نواز شریف کی ہو یا پیپلز پارٹی کی، یا مشرف کی یا عمران خان کی۔۔۔ الحمد للہ رب العالمین، بحیثیت مجموعی پاکستانیوں کا معیار زندگی گزشتہ 30 سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ، کی مہربانی سے، کئی مسائل کے باوجود بھی پاکستان معاشی، دفاعی، اور معاشرتی تقریباً تمام ہی شعبوں میں بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ کرپشن اور کئی لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہ سکی، جتنا شاید ہماری خواہش تھی۔ مگر اتنے بھی برے حالات نہیں جتنے یہ مایوسی بریگیڈ مافیا والے شور مچاتے ہیں۔

پاکستان کا عربی ترجمہ، مدینہ منورہ بنتا ہے (پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ)۔ اور مدینہ منورہ کا اردو ترجمہ، پاکستان بنتا ہے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں۔ کبھی سوچو۔۔۔ پاکستان 27 رمضان المبارک کو بنا۔۔۔ یہ کوئی اتفاق نہیں۔۔۔ امریکہ، اسرائیل، بھارت اور دنیا کی لاکھ کوششوں کے باوجود پاکستان دنیا کی اکلوتی مسلمان ایٹمی طاقت بن گیا ہے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں، دنیا کو انتہائی کوششوں کے باوجود پاکستان

کامیزائل پروگرام دنیا کے بہترین میزائل پروگرام میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات یا اتفاق نہیں ہے۔

میں تو صرف مایوسی پھیلانے کے خلاف ہوں۔ پاکستان کی سیاسی، فوجی، اور مذہبی قیادت سے کئی غلطیاں ضرور ہوئی ہیں، مگر الحمد للہ رب العالمین، ہم سب نے ان غلطیوں سے بہت سیکھا ہے۔ مایوس مت ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان بہت آگے جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ، جلد ہی پاکستان اپنی غلطیوں کا ازالہ کر کے، اور اپنی غلطیوں سے سبق سیکھ کر مستقبل میں اقوام عالم میں باعزت مقام حاصل کر لے گا۔

7۔ ملکی معیشت کے لیے بہتر کیا ہے؟ جمہوریت یا مارشل لا، (ڈیکٹیٹر شپ)۔ دیکھئے کہ 1991 کے

بدترین معاشی بحران سے بھارت کیسے نکلا۔

بھارت میں 1991 میں بھی جمہوریت تھی، اور آج بھی جمہوریت ہے۔ لیکن، 1991 میں بھارت دیوالیہ ہونے والا تھا، اور اتنے برے حالات تھے کہ بھارت کے سنٹرل بینک کا سونا، تک، بینک آف انگلینڈ میں گروی رکھنا پڑا، تاکہ صرف، 60 کروڑ ڈالر کا قرضہ حاصل کیا جاسکے۔ اور آج وہی بھارت ہے، جس کے پاس 600 ارب ڈالر سے زائد کے ذخائر موجود ہیں۔ حالانکہ 1991 میں ایک پاکستانی کی اوسط سالانہ آمدنی 412 ڈالر تھی، اور ایک بھارتی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 300 ڈالر تھی۔ جبکہ اس وقت پاکستان میں چند سال پہلے ہی ضیاء الحق کا 10 سالہ مارشل لاء ختم ہوا تھا۔ جبکہ 2021 میں، گزشتہ تقریباً 14 سال سے پاکستان میں جمہوریت ہے، ایک پاکستانی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 1800 ڈالر ہے، اور ایک بھارتی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 2200 ڈالر ہے۔

بھارت کے معاشی حالات میں بہتری تب آئی جب، بھارتی حکومت نے 1991، 1992 میں کچھ بنیادی فیصلے کیے۔

1. بھارتی حکومت نے بزنس مین پر پابندیاں ختم کر دیں، اور پرمٹ کلچر کا خاتمہ کیا۔
2. بھارتی حکومت پہلے فیکٹریوں کی مصنوعات کی قیمتوں کا تعین خود کرتی تھی۔ اس سسٹم کو ختم کیا گیا۔ ہر فیکٹری والا، اپنی چیزوں کی قیمت اپنے حساب سے رکھ سکتا تھا۔
3. ڈالر کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ حکومت کا کنٹرول ڈالر سے ختم کر دیا گیا۔ اوپن مارکیٹ اکانومی کا سسٹم لانچ کر دیا گیا۔
4. ملٹی نیشنل کمپنیوں کو بھارت میں کاروبار کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور حکومتی عمل دخل کو کاروباری شخصیات سے کم سے کم کر دیا گیا۔

ان اقدامات کے بعد بھارت میں مہنگائی کا ایک سیلاب آ گیا، اور افراط زر Inflation تقریباً 30 فیصد سے بھی بڑھ گیا۔ مگر بھارتی حکومت نے عوام کی تنقید اور پریشر کو برداشت کیا۔ اور آنے والے وقت میں حالات میں بہتری آنے لگی۔ بیرون ملک سے لوگ آ کر بھارت میں فیکٹریاں لگانے لگے، روزگار کے مواقع عوام کو ملنے لگے اور ملک میں ترقی کا دور شروع ہونے لگا۔ دوسری طرف، چین، دوہئی، سعودی عرب، میں جمہوریت نہیں ہے، مگر معاشی حالات پھر بھی بہت اچھے ہیں۔ کیونکہ، معاشی پالیسیاں اچھی بنائی ہیں اور ان پر سختی سے عمل بھی کیا جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا، معیشت کا تعلق جمہوریت یا ڈیکٹیٹر شپ سے اتنا نہیں ہے، جتنا درست معاشی پالیسیوں سے ہے۔

چند تجاویز، پاکستانی معیشت کی بہتری کیلئے

- 1- ڈالر کو زبردستی کم قیمت پر رکھنے کی کوشش مت کریں۔ بلکہ ڈالر کو کھلا چھوڑ دیں۔
- 2- صرف عوام کی وقتی خوشی اور حمایت حاصل کرنے کے لیے قیمتوں کو زبردستی کم کرنے کے ڈرامے کرنا چھوڑ دیں۔
- 3- فری مارکیٹ اکانومی کو اپنائیں، اور سٹیل مل، اور اس جیسے اداروں کو فوری طور پر فروخت کر دیں۔

4- کمران عوام کو سچ بتائیں، عوام کو خوش کرنے کے لیے جھوٹی خوشخبریاں نہ سنایا کریں، بلکہ ملکی مفاد میں سخت معاشی فیصلے کرنے کی ہمت پیدا کریں

جمہوریت کئی کمزوریوں کے باوجود بھی ڈیکٹیٹر شپ، سے عام طور پر بہتر ہی ہے۔ لیکن سیاسی لیڈران کو بھی درست معاشی پالیسیوں کو ہی اپنانا پڑے گا، خالی جمہوریت سے ہی کام نہیں چلے گا۔ معیشت کے عالمی نظام کو سمجھیں اور اس کے مطابق پالیسیوں کو ترتیب دیں۔ بھارت نے اپنی غلطیوں سے سیکھا اور آج کافی بہتر حالت میں ہے۔

8- پاکستانی بزنس، اور معیشت کا ایک انتہائی مثبت پہلو۔ جو اس کی اصل طاقت ہے۔

کبھی آپ نے سوچا، کہ دنیاوی طور پر ہماری GDP بھی کم ہے، Per Capita Income کبھی کم ہے، مگر پھر بھی، الحمد للہ رب العالمین، ہمارے ملک میں کاروبار انتہائی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ ڈالر کے جھٹکے، Covid اور دیگر کئی مشکلات کے باوجود بھی پاکستانی اکانومی اتنی بری نہیں جا رہی، جتنا ظاہری طور پر ہونی چاہیے۔

امریکہ، اور یورپ میں، گھر، گاڑیاں، بلکہ موبائل فونز تک Credit پر خریدے جاتے ہیں۔ یعنی صرف 10 یا 20 فیصد دے کر گھر، کاروبار، گاڑیاں لے لو، باقی عمر بھر قسطیں جمع کرواتے رہو۔ یعنی جو آپ کا نہیں ہوتا، وہ آپ کے پاس ہوتا ہے، مگر اصل میں آپ اُس کے مالک نہیں ہوتے۔

ہوتا وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، مگر دنیاوی طور پر پاکستانی بزنس کی سب سے بڑی طاقت، Cash Economy ہے۔ پاکستان کا 90 فیصد سے زیادہ کاروبار کیشن پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں گھریا زمین کی خریداری 95 فیصد لوگ کیشن پر کرتے ہیں۔ پاکستان میں گاڑیاں بھی 80 فیصد سے زیادہ کیشن پر خریدی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، پاکستان میں جس کے پاس جو ہے، جتنا ہے، اس کا اپنا ہے۔ 100 فیصد اپنا۔ جبکہ امریکہ اور یورپ کے اکثر لوگوں کے پاس جو نظر آتا ہے، وہ اصل میں ان کا اپنا نہیں ہوتا، بلکہ بنکوں یا دیگر مالیاتی اداروں کا ہوتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین، Cash Based Economy میں برکت بھی زیادہ ہوتی ہے، اور طاقت بھی انتہائی زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے Cash Based Economy وہ تمام جھٹکے برداشت کر سکتی ہے، جس کا Credit Based Economic System تصور بھی نہیں کر سکتا۔

بے شک پاکستان میں مہنگائی بہت بڑھی ہے، لیکن الحمد للہ رب العالمین، لوگوں کی قوت خرید میں بھی گزشتہ 30 سال میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

گزشتہ 30 سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، خواہ نواز شریف کی ہو یا پیپلز پارٹی کی، یا مشرف کی یا عمران خان کی۔ الحمد للہ رب العالمین، بحیثیت مجموعی پاکستانیوں کا معیار زندگی گزشتہ 30 سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، کئی مسائل کے باوجود بھی پاکستان معاشی، دفاعی، اور معاشرتی تقریباً تمام ہی شعبوں میں بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ کرپشن اور کئی لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہ سکی، جتنا شاید ہماری خواہش تھی۔ مگر اتنے بھی برے حالات نہیں جتنے کئی لوگ شور مچاتے ہیں۔

9۔ چند اہم کاروباری نکات۔۔

- 1- اپنی زبان اور وعدہ پر ہمیشہ قائم رہیں۔
- 2- احتیاط اور وہم کافرق سمجھیں۔ ضرورت سے زیادہ احتیاط میں مت پڑا کریں۔
- 3- کاروباری فیصلے کرنے میں زیادہ دیر مت کیا کریں۔ مناسب دیکھ بھال کر جلد فیصلہ کر لیا کریں۔

- 4- کاروباری نقصان پر بہت زیادہ پریشان مت ہوا کریں۔ اور منافع پر ضرورت سے زیادہ خوش بھی مت ہوا کریں۔ اعتدال کا دامن ہاتھ سے مت جانے دیں۔
- 5- وہ بننے کی کوشش مت کریں، جو آپ نہیں ہیں۔ نہ اپنے آپ کو دھوکہ دیں، نہ دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کریں۔
- 6- لوگوں پر اعتماد کرنا سیکھیں، بے شک کئی لوگ دھوکہ بھی دیتے ہیں، مگر آپ اکیلے کچھ نہیں کر سکتے، لہذا اچھے لوگوں پر مشتمل ٹیم بنانا سیکھیں، اور لوگوں کو اختیار دیں، ہر کام میں خود اکیلے ہی فیصلے مت کیا کریں۔
- 7- اپنے بجٹ میں رہ کر کام کرنا سیکھیں۔ ادھار اور قرض سے زیادہ سے زیادہ بچنے کی کوشش کریں۔
- 8- لوگوں کا پیسہ مارنے کی نیت کبھی مت رکھیں۔
- 9- بہت زیادہ سوچ، کاروبار کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ کیونکہ اس طرح انسان و ہمت کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثبت سوچ رکھا کریں۔ مایوس مت ہوا کریں۔ اپنے رب پر بھروسہ کرنا سیکھیں۔
- 10- اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنا سیکھیں، اور لوگوں سے ضرورت سے زیادہ متاثر مت ہوا کریں۔
- 11- محنت اور ایمانداری، کو اپنا شیوہ بنالیں۔ جھوٹ کو اپنے سے الگ کر لیں۔

10- آج سے چند سو سال پہلے تک، ترکی، ہندوستان، اور عرب کے علاقے دنیا کے ترقی یافتہ ترین علاقے تھے، جبکہ آج یہی علاقے یورپ اور مغرب کے آگے انتہائی پسماندہ اور غریب ہیں۔ آئیے، آج مل کر ان معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1: کئی سو سال تک یورپ پادریوں کے چنگل میں پھنسا رہا، یہ پادری طبقہ عوام سے خوب چندے اکٹھے کرتا تھا، اور دین کے نام پر مسلمانوں کے خلاف جنگوں پر بھی اکساتا تھا، اور کہتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اور ہم کو شکست نہیں ہو سکتی۔ مگر جب صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا، اور اس سے ان جنونی

پادریوں کا موقف غلط ثابت ہو گیا۔ یہ تھا وہ پہلا موقع جب، عام عوام نے پادریوں کے خلاف سوچنا شروع کر دیا، کہ پادری تو جھوٹ کہتے تھے، کہ ہمیں شکست تو ہو ہی نہیں سکتی۔

2: یورپ کے اکثر حصوں میں عام تعلیم پر پابندی تھی، فلسفہ، سائنس، اور دیگر علوم پر نہ صرف کئی مقامات پر پابندی تھی، بلکہ ارسطو، افلاطون وغیرہ کی کتابیں رکھنے پر باقاعدہ پابندی تک تھی۔ تاکہ لوگ آزاد سوچ نہ رکھ سکیں۔ بائبل کی مختلف زبانوں میں ترجمہ پر بھی پابندی تھی، عوام کو معلوم ہی نہیں تھا، کہ خدا کا اصل فرمان کیا ہے، جو پادری بتا دیتے تھے، اسی کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ ریاست اور سیاست میں پادریوں کا شدید عمل دخل تھا۔

3: جہالت اس حد تک بڑھ چکی تھی، کہ پادریوں نے باقاعدہ چندہ کی رسیدیں دینی تک شروع کر دیں، جو جنت کے ٹکٹ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ کہ جتنا زیادہ چندہ، اتنا زیادہ آرام اور سکون جنت میں۔ ان چندوں سے گرجا گھر تعمیر ہوتے، اور ان سے منسلک پادریوں کی شاندار رہائش گاہیں تعمیر ہوتی تھیں۔ پادریوں کا گزر بسر ان ہی چندوں پر ہوتا تھا، اور وہ لوگوں کو ہر لحاظ سے کمتر ثابت کر کے، انہی عام لوگوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

یورپ میں تبدیلی کب اور کیسے آئی۔۔۔

یورپ کے لوگوں کے دماغ کی بتی کو روشن کرنے میں ایک بہت بڑا رول ایک سرکش پادری کا ہی تھا۔ جس نے بائبل کا جرمن زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں کو بتایا کہ، دیکھو، خدا ہم سے کیا کہتا ہے، اور روایتی پادری تم کو کیا کہتے ہیں۔ اس پادری کا نام مارٹن لوتھر تھا، اور بائبل کا جرمن زبان پر ترجمہ میں اس پر مقدمہ بھی قائم ہو گیا۔ مارٹن لوتھر نے پوسٹر بنایا، جس میں روایتی پادریوں سے 90 سے زائد سوالات کا جواب مانگا گیا۔ پادریوں کے پاس ان سوالات کے جوابات نہیں تھے۔ مگر اس پوسٹر والے عمل سے عام عوام پر روایتی پادریوں کی اصلیت کھل کر آگئی۔ مارٹن لوتھر، روپوش ہو گیا، اس کی کتابوں کو آگ لگا دی گئی، مگر یہ تحریک بند نہ ہو سکی، لوگوں کے شعور کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ آنے والے چند سالوں میں پورپ کے کئی ممالک نے روایتی پادریوں کا

باقاعدہ بائیکاٹ کر دیا، اور آزادانہ سوچ کو فروغ دینا شروع کر دیا، فلسفہ، سائنس اور دیگر مضامین کی تعلیم دوبارہ شروع کر دی گئی۔ اور ساتھ ساتھ کارخانے اور فیکٹریاں لگانی شروع کر دی گئیں۔ اور اس طرح Industrialization کا ایک سفر شروع ہو گیا۔

برصغیر، ترکی اور عرب، میں الٹا کام شروع ہو گیا، سائنس، فلسفہ اور دیگر مضامین پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ کارخانوں اور فیکٹریوں پر توجہ نہیں دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ مغل بادشاہ، جہانگیر کو انگریزوں نے بندوق کا تحفہ دیا۔ برصغیر کے حکمرانوں، اور ترکی کے حکمرانوں نے خود بندوق اور جدید اسلحہ بنانے پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ کیونکہ یہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اور اعلیٰ دنیاوی تعلیم کے ادارے موجود ہی نہیں تھے۔ اور نہ ہی یہ حکمرانوں کی ترجیح رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ، 1600 سے لے کر 1850 تک یورپ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں برصغیر، ترکی، اور عرب سے بہت آگے نکل گیا۔ مسلمان اپنی ذاتی جائیدادیں بنانے، باہمی لڑائیوں، فرقہ واریت وغیرہ میں ہی پڑے رہے۔

حقیقت یہ ہے، کہ گورے کو گالیاں دینے سے بات نہیں بنے گی، اپنے آپ کو ہمیں علم، سائنس کے میدان میں منوانا ہوگا۔ آج گور اتو مرتخ پر جا رہا ہے۔ اور ہم صرف باتوں کے ہی شیر رہ گئے ہیں۔ آتا جاتا کچھ ہے نہیں، باتیں اور دعوے دنیا جہاں کے کروالیں ہم ہے۔

آخرا ب کریں تو کیا کریں۔ یورپ کی ترقی کا سفر تب شروع ہوا تھا، جب عوام تک بائبل کا ترجمہ پہنچا تھا، اور لوگوں کا شعور بلند ہونا شروع ہوا تھا۔ سب سے پہلے قرآن پاک کا اردو یا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ، اس سے آپ کا شعور بلند ہونا شروع ہوگا۔ قرآن و حدیث، کے ساتھ دنیاوی تعلیم اور دنیاوی معاملات میں بھی خوب حصہ لیں، اور کسی بھی عالم دین یا سیاسی لیڈر کی اندھی تقلید میں مبتلا مت ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دین اور دنیا دونوں میں کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

11- کسی انسان کی کامیابی یا ناکامی میں، آخر کتنا حصہ، اس کی تعلیم، اور محنت کا ہوتا ہے؟

اور کتنا حصہ تقدیر (قسمت) کا ہوتا ہے؟

کئی چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہوا ہے۔ مثلاً: اچھائی یا برائی کا انتخاب کرنا۔ اچھے یا برے اخلاق اپنانے کا، اپنی مرضی کا کاروبار، نوکری کرنے کا۔ اپنا فرقہ، یا مذہب تبدیل کرنے کا، جیسا کہ بہت سارے عیسائی، اور کافر ہر سال اپنی مرضی سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ اور کئی بد بخت اپنی مرضی سے مسلمان سے کافر بھی ہو جاتے ہیں، جیسا مرزا قادیانی، مسلمان سے قادیانی (کافر)، ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔۔

مگر کچھ چیزوں میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ مثلاً، زندگی اور موت میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے۔ کوئی علاج یا دوائی موت کو ٹال نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دوائی کے استعمال سے تکلیف میں کمی تو ہو سکتی ہے، مگر موت کا وقت ٹل نہیں سکتا۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہوئی ہے، لہذا انسان کو اس کی عقل اور شعور، درست اور غلط کی پہچان بتا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے، کہ اسلام آج بھی دنیا کا سب سے تیزی سے پھیلتا ہوا مذہب ہے، کیونکہ اسلام دین فطرت ہے، اور لوگ جب عقل استعمال کرتے ہیں، تو دوسرے مذاہب چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔

کچھ معاملات میں انسان کی کامیابی یا ناکامی، انسان کے عمل، محنت اور نیت سے بھی مشروط ہوتی ہے۔ مثلاً، اگر کوئی اچھی نیت سے زیادہ نیک کام اور عبادت کرے، اور لوگوں کی مدد کرے، تو امید ہے کہ زیادہ اجر و ثواب حاصل کر لے گا۔ اسی طرح کئی دنیاوی معاملات میں زیادہ محنت کرنے والے عام طور پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اکثر کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے، صرف خواہش کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ عملی کوشش (سعی)، کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ خواہ دین میں ہو یا دنیا میں۔

فرمان الہی: جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے ہم اس کے لئے جلد ہی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے، اور صاحبِ ایمان بھی ہے، تو اس کی سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی۔ **سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 18 اور 19**

یہ حقیقت ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جو کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی دُنیاوی طور پر بہت کامیاب ہیں۔ لیکن عام طور پر تعلیم یافتہ اور محنتی لوگ ہی دُنیاوی طور پر زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔ جس معاشرے میں تعلیم عام ہے اور لوگ محنتی بھی ہیں، وہ معاشرے اتنے ہی زیادہ دُنیاوی طور پر خوشحال بھی ہیں۔ امریکہ اور یورپ اس کی ایک مثال ہیں۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، سائنس، اور جدید دُنیاوی تعلیم سے بھی خوب ہمکنار کریں۔ تاکہ ہم قرآن و حدیث اور دُنیاوی تعلیم کے بہترین امتزاج کے ساتھ دُنیا میں مسلمانوں کا لوہا منوا سکیں۔

اصل میں ہم پاکستانی اس وقت اندھی تقلید، اور جذباتیت کی بدترین بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اس کا علاج صرف اور صرف قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا، اور دُنیاوی تعلیم کا حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے سے، ہمارا علمی اور شعوری معیار بلند ہونا شروع ہوگا، اور ہمیں صحیح اور غلط کا فرق کرنا آئے گا۔ لہذا انسان کو چاہیے، کہ وہ محنت اور ایمانداری کے ساتھ اپنا کام کرے، جتنا اُس کے اختیار میں ہو۔ اور پھر اپنے رب سے کامیابی کے لیے دُعا بھی کرے، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دے۔ اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی بنالے۔ جس کام سے لگے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوگا، وہ کام کر لے، اور جس کام سے لگے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، اُس سے بچے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دُنیا اور آخرت کی کامیابی ہمیشہ ملے گی۔

12- کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ کیا پاکستان میں انسان کا جان و مال، اولاد اور

ایمان، زیادہ محفوظ ہے، یا امریکہ، یورپ، UAE، سعودی عرب، وغیرہ میں ہے؟

آج حقائق جانیں۔

واقعی امریکہ، یورپ، دبئی اور سعودی کی محبت میں مبتلاء کئی لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ، شاید پاکستان میں وہ غیر محفوظ ہیں، جبکہ حقائق کچھ اور ہی ہیں۔ پاکستان اور امریکہ کی آبادی میں کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے، پاکستان کی آبادی تقریباً 23 سے 24 کروڑ ہے، جبکہ امریکہ کی آبادی تقریباً 34 کروڑ ہے۔

لیکن امریکہ میں اچھی سڑکوں اور اچھی گاڑیوں کے باوجود سالانہ تقریباً 45 ہزار سے زائد لوگ ٹریفک حادثات میں مارے جاتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں خراب سڑکوں، کمزور گاڑیوں اور کمزور ٹریفک قوانین کے باوجود، یہ تعداد تقریباً 28 ہزار اموات سالانہ ہے۔ امریکہ میں اعلیٰ ترین ہسپتال اور طبی سہولیات، مگر COVID سے 11 لاکھ سے زیادہ لوگوں کی اموات ہوئی ہیں، پاکستان میں غربت اور طبی سہولیات کا شدید فقدان، مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان میں بہت بچت ہوئی، اور تقریباً 30 ہزار افراد کی اموات ہوئی ہے۔ امریکہ میں سالانہ تقریباً 35 سے 40 ہزار لوگ Gun Violence (دہشت گردی)، سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں گزشتہ 20 برس سے تقریباً 1 لاکھ 20 ہزار، لوگ دہشت گردی وغیرہ سے شہید ہوئے ہیں۔ یعنی تقریباً 6 ہزار لوگ سالانہ۔ ہم پاکستانی بدنام زیادہ ہیں، بد اتنے نہیں ہیں۔

یعنی امریکہ میں مرنے کے دنیاوی طور پر امکانات پاکستان سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ لہذا امریکہ میں رہنا کوئی زندگی کی ضمانت نہیں ہے۔ یہ تو میرے رب کی مرضی ہے، کہ، کسی کو کتنا زندہ رکھے اور جہاں چاہے موت دے دے۔ لہذا پاکستان سے بھاگ کر آپ اپنی زندگی بڑھا نہیں سکتے ہیں۔ اصل طاقت تو میرے رب کے اختیار میں ہے۔

جن معاشروں میں ہم جنس پرستی، قانونی طور پر بھی جائز ہو، وہ معاشرے گند کے ڈھیر ہیں۔ اس گندی کے ڈھیر میں اپنے بچوں کو تربیت کرنا انتہائی مشکل ہے۔ پاکستان میں کئی کمزوریاں اپنی جگہ، لیکن شاید ہم اتنے بھی بد نہیں ہیں، جتنے بد نام ہیں۔ جس معاشرے میں جان کے محفوظ ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں، اوپر سے اخلاقی اقتدار کی بھی تباہی نظر آرہی ہو، پھر رہ کیا جاتا ہے، صرف دنیاوی مالی بہتری وغیرہ۔۔۔

یہ حقیقت ہے کہ، دنیاوی مالی لحاظ سے پاکستان، امریکہ یا یورپ وغیرہ سے کمزور ضرور ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حالات اتنے بھی برے نہیں ہیں جتنے کئی مایوسی پھیلانے والے لوگ کہتے ہیں۔ 90 کی دہائی میں 30 سے 40 گھروں میں ایک گاڑی ہوتی تھی۔ وہ بھی سوزوکی FX یا مہران۔ سڑکوں پر سائیکلیں اور موٹر سائیکل ہی نظر آتے تھے۔ کیونکہ عام پاکستانی گاڑی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گزشتہ 30 سے 40 برسوں میں پاکستانیوں کی قوت خرید میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے۔ کئی کمزوریوں اور بد انتظامیوں کے باوجود کروڑوں پاکستانی سائیکل سے موٹر سائیکل اور گاڑیوں پر شفٹ ہو چکے ہیں۔ آج خواہ حیدرآباد ہو، یاسا ہیوال، یا پشاور ہو، یا مردان، کراچی ہو یا کوئٹہ، لاہور ہو یا فیصل آباد، پاکستان کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے آج ایک عام پاکستانی گاڑی اور اچھی موٹر سائیکل خرید سکتا ہے، جس کا چند سال پہلے تصور بھی عام پاکستانی کے لیے خواب تھا۔ شام کے وقت جس طرح شدید ترین غربت اور معاشی بد حالی کے مارے ہوئے لوگ آپ کو ڈھا کہ، دہلی اور بمبئی کی سڑکوں پر لاکھوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں، الحمد للہ رب العالمین، پاکستان میں اس کا تصور تک نہیں ہے۔

جہاں تک تعلق ہے، UAE اور سعودی عرب کا، وہاں پر ہم پاکستانی ایک مسلسل خوف کی فضاء میں رہتے ہیں، کہ غلطی سے بھی حکومت کے خلاف کوئی پوسٹ ہمارے Facebook یا واٹس ایپ سے شیئر نہ ہو جائے، ورنہ خاندان سمیت ہی غائب نہ ہو جائیں۔ عربی ہم کو دوسرے اور تیسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں،

اور ہماری کتنی عزت کرتے ہیں، وہ ہم سب خوب جانتے ہیں۔ خواہ وہاں اب سور کا گوشت بکے یا بازاروں میں شراب عام ملے، یا مرد و خواتین نیم برہنہ بازاروں میں پھریں، کوئی وہاں ذرا اپنے زبان تو کھول کر تو دکھائے۔

لاکھ کمزوریوں اور کے باوجود، آج جتنا پریکٹیکل اسلام پاکستان میں موجود ہے، اتنا دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے۔ پاکستان میں کئی مشکلات ضرور ہیں، کرپشن ہے، انتظامی نااہلی ہے، تعلیمی کمی ہے، غربت ہے وغیرہ وغیرہ، لیکن الحمد للہ رب العالمین، اتنے بھی مسائل نہیں ہیں، جتنے کئی مایوسی پھیلانے والے لوگ کہتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ، دنیاوی تعلیم کا شدید فقدان اور قرآن و حدیث سے دوری ہے۔ ایک طرف تو دنیاوی تعلیم خوب حاصل کریں، تو ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دین اور دنیا دونوں میں ہمیشہ کامیاب ہی رہیں گے۔

13۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں، اسی لیے، پاکستان کے ذہین اور قابل لوگ پاکستان کو تیزی سے چھوڑ کر امریکہ یا یورپ وغیرہ میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں۔

ان مایوسی پھیلانے والے لوگوں سے کہیں، کہ جناب فکر مت کریں، الحمد للہ رب العالمین، قابل اور ذہین لوگ آج بھی پاکستان میں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ کامیاب زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ قابل اور ذہین لوگ ہر شعبہ زندگی میں اپنا فعال کردار ادا بھی کر رہے ہیں۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ، گزشتہ 40 سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، کئی کمزوریوں کے باوجود پاکستانی عوام کے معیار زندگی میں بحیثیت مجموعی انتہائی بہتری آئی ہے۔

جو لوگ پاکستان سے باہر جا کر پاکستانی حالات پر تنقید کرتے ہیں، ان سے درخواست ہے کہ، باہر بیٹھ کر تنقید کرنا بہت آسان ہے۔ اگر اس ملک سے اتنی ہی محبت ہے تو، آئیں واپس اور ہمارے مل کر پاکستان کی بہتری میں

عملی کردار ادا کریں۔ خود تو اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنی زندگی بہتر گزارنے کے لیے آپ خود تو باہر چلے گئے ہیں، اور اب ہم پاکستانیوں پر تنقید اور طنز کے نشتر چلاتے رہتے ہیں۔

جس آدمی کو محلے میں ایک کریبانہ کی دکان چلانے کا بھی تجربہ نہ ہو، وہ بھی ملکی معیشت پر لیکچر جھاڑ رہا ہوتا ہے۔ وہ انسان، جو مر کر بی اے پاس کرتا ہے، اور نوکری میں بھی بس ٹوٹل کا ہی کام کرتا ہے، آتا جاتا بھی کچھ خاص نہیں ہے، اور عملی زندگی میں بھی ناکام ہے، مگر فوج، عدلیہ، بیوروکریسی اور سیاست پر ایسے بولے گا، کہ شاید اس سے بڑا افلاطون کئی اور ہے ہی نہیں۔ یاد رہے، کسی ملک کو تباہ کرنا ہو، تو اس کی عام عوام کو اس کے فوجی جرنیلوں، بڑے بزنس مین، ممتاز علماء کرام، اور بڑے سرکاری افسران کے خلاف کھڑا کر دو۔ حالانکہ یہی وہ اصل قابل اور ذہین ترین لوگ ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، سالوں کی محنت اور ذہانت کے بعد اپنے اپنے شعبوں میں خاص مقام تک پہنچتے ہیں۔ عام عوام کو گمراہ کر کے بتاؤ کہ، یہ تمہارے ملک کے قابل ترین اور ذہین ترین لوگ ہی تمہاری محرومیوں اور تکالیف کا سبب ہیں۔ حالانکہ اصل میں دنیاوی طور پر یہی قابل ترین لوگ ہی ملک کا نظام چلا رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ عام عوام میں نہ تو اتنا شعور ہوتا ہے، اور نہ ہی اتنی قابلیت کہ حقائق کو سمجھ سکیں۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بددیانت کہا جائے گا۔ اور رُؤبِیضَہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُؤبِیضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”حقیر آدمی (عام آدمی)، عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔“ ابن ماجہ-4036

لہذا عام آدمی کو ضرورت سے زیادہ ملکی معاملات میں نہیں بولنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی علمی اور ذہنی سطح اتنی نہیں ہے، کہ ملکی معاملات کی گہرائی کو سمجھ سکے۔ تمام دنیا میں ہی اصل معاملات اپنے اپنے ملک کے خاص

لوگ ہی اصل میں چلا رہے ہوتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ، ان خاص لوگوں میں کوئی کمی نہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ، یہ لوگ پاکستان کا انتہائی اہم سرمایہ ہیں، اور عام عوام ان کی فراست اور سمجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن جو بات ان کی بھی قرآن و حدیث کے خلاف جاتی ہو، اس پر عمل مت کریں۔ کیونکہ ہدایت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن و حدیث ہی ہے۔

14۔ پہلے عام لوگوں اور خاص لوگوں کا فرق سمجھیں۔ تاکہ آپ کو خاص لوگوں کی قدر ہو سکے۔

عام آدمی وہ ہے، جو معاشرے میں کوئی خاص مقام نہیں بنا پاتا، مگر ان کی اکثریت اپنی ناکامی کو تسلیم کرنے کی بجائے، دوسروں پر اپنی ناکامی کا ملبہ ڈالتی رہتی ہے۔ اور دوسروں پر تنقید کرنا ان کا خاصہ ہوتا ہے۔ عام لوگوں میں بھی اچھے برے، نیک بد، ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ جبکہ، خاص لوگ وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے انتہائی ذہین اور محنتی ہوتے ہیں، اور اپنے اپنے شعبوں میں انتہائی خاص مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر

1 پاکستان کے گریڈ 20 سے اوپر کے افسران،

2 پاکستان کے پہلے بڑے 500 بزنس مین،

3 پاکستان کے ٹاپ 50 کے انتہائی معتبر علماء کرام (مفتی تقی عثمانی صاحب، غامدی صاحب، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب وغیرہ)،

4 پاکستان کے ٹاپ کے سائنسدان (ڈاکٹر ثمر مبارک مند صاحب وغیرہ)،

5 پاکستانی فوج کے جرنیل۔

6 ہماری بڑی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اصل میں یہ لوگ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ یہ لوگ پاکستان کا اصل دماغ ہیں۔ میرے جیسے عام پاکستانی کی ان شخصیات کے اور پاکستان کے آگے کوئی اوقات نہیں ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، یہ لوگ پاکستان کو چلا رہے ہیں۔ باقی کروڑوں پاکستانی کو ان عظیم دماغوں کی قدر کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہی دماغ کروڑوں پاکستانیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بددیانت کہا جائے گا۔ اور رُویبُضہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُویبُضہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”حقیر آدمی (عام آدمی)، عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔“ **ابن ماجہ-4036**

لہذا عام آدمی کو ضرورت سے زیادہ ملکی معاملات میں نہیں بولنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی علمی اور ذہنی سطح اتنی نہیں ہے، کہ ملکی معاملات کی گہرائی کو سمجھ سکے۔ تمام دنیا میں ہی اصل معاملات اپنے اپنے ملک کے خاص لوگ ہی اصل میں چلا رہے ہوتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ، ان خاص لوگوں میں کوئی کمی نہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ، یہ لوگ پاکستان کا انتہائی اہم سرمایہ ہیں، اور عام عوام ان کی فراست اور سمجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن جو بات ان کی بھی قرآن و حدیث کے خلاف جاتی ہو، اس پر عمل مت کریں۔ کیونکہ ہدایت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن و حدیث ہی ہے۔

15- دنیا بھر میں بزنس مین کی 2 اہم ترین اقسام۔

پہلی قسم کے بزنس مین کا فوکس اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کی ذاتی ترقی ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ کام کرنے والے لوگوں کا کوئی خاص خیال نہیں کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی ذات، اپنے گھر اور اپنے بیوی بچوں پر تو

خوب خرچ کرتے ہیں، لیکن اپنے دفتر، فیکٹری، یا اپنے پاس کام کرنے والوں پر انتہائی ہاتھ کھینچ کر خرچ کرتے ہیں۔

یہ پہلی قسم کے لوگ عام طور پر زیادہ عرصہ کاروبار میں کامیاب بھی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ایک تو یہ لوگ سخت مزاج ہوتے ہیں، اور اجتماعی مشاورت پر بھی یقین نہیں رکھتے اور اکیلے فیصلے کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اوپر سے لوگوں پر خرچ کرنے میں بھی کنجوسی کرتے ہیں، لہذا اچھا کام کرنے والے لوگ ان کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، یہ لوگ اپنی ذاتی جائیدادیں بنانے کا تو شوق رکھتے ہیں، مگر وہ کاروبار جو ان کا کمائی کا دنیاوی ذریعہ ہے، اس پر بھی خرچ کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں۔ اور محدود سوچ سے کاروبار کرتے ہیں، لہذا عام طور پر ایسے لوگ زیادہ عرصہ کامیاب نہیں رہتے۔ اور جلد ہی زوال کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسری قسم کے کاروباری لوگوں کا فوکس کاروبار اور اجتماعی ترقی ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کرتے ہیں، مگر اپنے کاروبار اور اس سے منسلک لوگوں پر بھی انتہائی کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ کاروبار کی ضروریات کو جلد پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اپنے سے منسلک لوگوں کی ضروریات کا بھی اپنے وسائل کے مطابق خوب خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اکیلے فیصلے نہیں کرتے، بلکہ اجتماعی مشاورت پر یقین رکھتے ہیں، اور نرم رویہ اختیار کرتے ہیں، اور اپنے ذاتی ترقی کے ساتھ ساتھ، اپنے ساتھ منسلک لوگوں کی ترقی کی بھی خواہش رکھتے ہیں، اور ٹیم ورک پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے عام طور پر کامیاب رہتے ہیں، اور ان کے کاروبار لمبا عرصہ تک کامیابی سے ہمکنار رہتے ہیں۔

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

قانون قدرت ہے، جو نہ صرف مسلمانوں کے لیے ہے، بلکہ باقی سب کے لیے بھی ہے، کہ، جو لوگ، دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

16- یہ کہنا درست نہیں ہے کہ، امیر لوگ ٹیکس نہیں دیتے، جس کی وجہ سے پاکستان میں مالی مشکلات ہیں، جبکہ غریب تو بجلی کے بل، پٹرول ہر چیز پر سیلز ٹیکس دیتا ہے۔ آج حقیقت جانئے۔

ہم پاکستانیوں کی اکثریت کو بغیر علم اور تحقیق کے باتیں کرنے اور دوسروں پر سچی جھوٹی تنقید کرنے کی بدترین بیماری لگ چکی ہے۔ بات امیر یا غریب کی نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ امیر ہو یا غریب، اکثریت پاکستانی اصل میں جھوٹے، ٹیکس چور، کاروبار میں 2 نمبر اور اخلاق میں انتہائی گرے ہوئے ہیں۔ ایک ہوتا ہے سیلز ٹیکس اور ایک ہوتا ہے، انکم ٹیکس جو کسی بھی انسان کی تنخواہ، منافع یا آمدنی پر لاگو ہوتا ہے۔ دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک میں، انکم ٹیکس زیادہ اور سیلز ٹیکس کم لیا جاتا ہے۔ مگر پاکستان میں عوام کی اکثریت میں ٹیکس دینے کا رجحان ہی نہیں ہے، جس کی وجہ سے حکومت سیلز ٹیکس لگا کر اپنے اخراجات پورے کرتی ہے۔

اگر کسی آدمی کا مہینہ میں 50 یا 100 لیٹر پٹرول استعمال ہوتا ہے، تو وہ سیلز ٹیکس بھی صرف 50 یا 100 لیٹر کے حساب سے ہی دیتا ہے، جبکہ بڑی کمپنیاں اپنے سینکڑوں ملازمین کے زیر استعمال گاڑیوں پر ہر مہینے لاکھوں لیٹر پٹرول پر سیلز ٹیکس بھی اسی حساب سے ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح جس کا بجلی کا بل 200 یا 300 یونٹ ماہانہ آتا ہے، وہ اسی حساب سے بل پر ٹیکس دینا ہے، اور جن کاروباری لوگوں کا بجلی کا بل کئی لاکھ، اور بڑی

کمپنیوں میں تو کئی کئی کروڑ ماہانہ آتا ہے، تو وہ بل پر ٹیکس بھی اسی طرح زیادہ دیتی ہیں۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں ہے، کہ امیر لوگ یا بڑی کمپنیاں ٹیکس نہیں دیتی ہیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے، کہ پاکستان کی 1 فیصد سے بھی کم عوام ٹیکس فائلر ہے، جس ملک کے 99 فیصد سے زیادہ لوگ ٹیکس فائلر ہی نہ ہوں، تو ان لوگوں سے حکومت سیلز ٹیکس کے ذریعے ہی ٹیکس اکٹھا کرے گی اور کیا کرے گی۔ جبکہ بھارت میں 5 فیصد اور بنگلہ دیش میں 3 فیصد سے زیادہ لوگ ٹیکس فائلر ہیں۔ اور ہم پاکستانی 1 فیصد سے بھی کم۔ یہ ہے ہمارا اصل چہرہ اور اصل مسئلہ۔ مگر اس پر ہم عوام بات کرنا اور سننا نہیں چاہتے۔ بس دوسروں پر ہم سے تنقید کروالو، ہمیں نہ چھیڑو۔

یہ حقیقت ہے کہ، لاکھ کمزوریوں کے باوجود، بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ کاروباری طبقہ ہی جو اصل میں آپ کے ملک کی معیشت کا پیہہ چلاتا ہے۔ کمزوریاں ضرور ہیں، مگر کاروباری اور امیر لوگ شاید اتنے بھی برے نہیں، جتنے بدنام ہیں۔ کسی ادارے میں 100، تو کسی میں 500 اور بڑی کمپنیوں میں تو 10 ہزار سے 80 ہزار لوگ تک کام کرتے ہیں۔ رزق بے شک اللہ تعالیٰ ہی عنایت فرماتے ہیں، مگر وسیلہ کی بھی قدر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ، رحم فرمائیں، اگر پاکستان کے صرف پہلے بڑے 1000 کاروباری افراد یا فیکٹریاں آج اپنا کاروبار بند کر دیں، تو شاید پاکستان صرف چند دنوں میں ہی دیوالیہ ہو جائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ، پاکستانی کاروباری شخصیات بھی کوئی فرشتہ نہیں ہیں، ان سے کئی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، مگر اپنے مفاد کی خاطر عوام اور بزنس مین کے درمیان نفرت نہ ڈالیں۔ کیونکہ بھٹویہ نفرت ڈال کر اپنے وقتی سیاسی فوائد تو شاید کچھ حد تک اٹھاسکا، مگر پاکستان آج تک اس کا نقصان بھگت رہا ہے۔ کاروبار سالوں میں اور کئی نسلوں کی جدوجہد سے بنتے ہیں، ان کو اپنی نفرت کی بھینٹ مت چڑھائیں۔

17- آخر کیا وجہ ہے، کہ، پاکستان کو امریکہ، یورپ اور بھارت کی طرح قابل

، ایماندار اور اچھے حکمران نہیں ملتے؟

بھارت کے 5 فیصد، بنگلہ دیش کے 3 فیصد، جبکہ پاکستان کے صرف 1 فیصد لوگ ٹیکس فائلر ہیں، اور پاکستان کے اکثر لوگ تو اپنی آمدنی پر ڈائریکٹ ٹیکس تک نہیں دیتے۔ اور حکومت مجبور ہو کر سیز ٹیکس لگا کر کام پورا کرتی ہے، تو اس ٹیکس چور قوم کے حکمران بھی اسی طرح کے ہی ہوں گے۔ جو قوم گنے کی گاڑی سے گنے تک چوری کرنے سے باز نہ آئے، کو کاکولا کی گاڑی لٹنے پر، بجائے مدد کرنے کے، الٹا، اسی گاڑی سے بوتل چوری کرنے سے باز نہ آئے۔ اور آئل ٹینکر لٹنے پر، آئل چوری کرنے سے باز نہ آئے، تو یہ قوم ایسے ہی حکمرانوں کے قابل ہے۔

جو قوم جھوٹ خوب بولتی ہو، کاروبار میں خوب 2 نمبری کرتی ہو، اخلاق میں بہت گرچکی ہو، بغیر تحقیق کے باتیں آگے سے آگے پھیلانے میں ماہر ہو، محنت سے جی چرائے اور راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھنے میں ماہر ہو، اس قوم کو اپنے حکمرانوں سے بھی کوئی خاص اچھی امیدیں وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ جو قوم اپنے اپنے فرقہ کے مولویوں اور اپنی سیاسی جماعتوں کے اکابرین کی اندھی تقلید میں مبتلا ہو۔ جو قوم اپنی عقل استعمال کرنے کی بجائے، ہر وقت جذبات سے کام لے، اور حکمت، فراست سے کام نہ لے۔ تو پھر قدرتی بات ہے، کہ، اس قوم کو کوئی بھی مولوی اور کوئی بھی سیاست دان، کسی بھی ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا سکتا ہے۔ جیسے عوام کے اعمال، ویسے ہی حکمران۔ لہذا، حکمرانوں کو گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے کی بجائے، اپنے اعمال پر توجہ دیں۔ یہ موقف حدیث پاک، سے درست ثابت ہوتا ہے۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: “میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے دستِ قدرت میں ہیں، جب لوگ میری اطاعت کریں تو میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو رحمت اور نرمی کرنے کی طرف پھیر دیتا

ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کریں تو میں اُن کے بادشاہوں کے دلوں کو سختی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں پھر وہ لوگوں کو سخت ایذائیں دیتے ہیں، تو تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو بد عادینے میں مشغول نہ کرو بلکہ ذکر اور عاجزی میں مصروف رہو تاکہ تمہارے بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں۔”

(مشکاۃ المصابیح، 3721)

نوٹ: پہلے اپنے اعمال اور حرکتوں کو تو درست کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ، حکمران بھی بہتر مل جائیں گے۔ لہذا عاجزی اختیار کریں، اور ذکر اللہ، اور عبادت میں اپنا دل لگائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ، غلط حکمرانوں کے اور دیگر ہر طرح کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

18۔ آخر کیا وجہ ہے کہ، پاکستانی بزنس مین، دیگر ممالک کے کاروباری افراد سے انتہائی پیچھے کیوں ہیں؟
کڑوی حقیقت کو جاننے سے پہلے چند حقائق جانیں اور سمجھیں۔

مختصر یہ کہ پاکستانی کاروباری افراد فرشتے نہیں ہیں، ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، بحیثیت قوم ہم پاکستانیوں کی اکثریت ٹیکس چور ہے، جھوٹ بولتی ہے اور کاروبار میں دو نمبری بھی خوب کرتے ہیں۔ بھارت کے 5 فیصد، بنگلہ دیش کے 3 فیصد، جبکہ پاکستان کے صرف 1 فیصد لوگ ٹیکس فائلر ہیں، اور پاکستان کے اکثر لوگ تو اپنی آمدنی پر ڈائریکٹ ٹیکس تک نہیں دیتے۔ اور حکومت مجبور ہو کر سیزز ٹیکس لگا کر کام پورا کرتی ہے، تو اس ٹیکس چور قوم کے بزنس مین بھی اسی طرح کے ہی ہوں گے۔ صرف بزنس مین ہی نہیں بلکہ ہمارے معاشرے کو بحیثیت مجموعی اصلاح، سچائی، ایمانداری اور محنت، تعلیم، ہنر سیکھنے کی شدید ضرورت ہے۔ تب تک ہم باقی اقوام کا معاشی اور معاشرتی سطح پر مقابلہ صحیح طریقے سے نہیں کر سکیں گے۔

ایک طرف پورے پاکستان کا سالانہ بجٹ تقریباً 50 ارب ڈالر کا ہے۔ دوسری طرف بھارت کا صرف ایک بزنس مین، مکیش امبانی اکیلا صرف 100 ارب ڈالر کا مالک ہے۔ یہ ہوتی ہے بڑے بزنس مین کی پوزیشن۔ دوسری طرف امریکہ کی صرف ایک کمپنی Wall Mart کی ایک سال کی سیلز 600 ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔ یعنی پاکستان کے دس سال کے بجٹ سے زیادہ امریکہ کی صرف ایک کمپنی کی ایک سال کی سیلز ہیں۔

چند اہم معاشی معلومات: پاکستان کی سالانہ GDP تقریباً 376 ارب ڈالر۔ آبادی تقریباً 25 کروڑ، سعودی عرب کی GDP تقریباً 833 ارب ڈالر۔ آبادی تقریباً 3 کروڑ 90 لاکھ۔ یو اے ای، UAE کی GDP تقریباً 415 ارب ڈالر۔ آبادی تقریباً 95 لاکھ۔ پاکستان کا 2023 کا بجٹ تقریباً 50 ارب ڈالر۔ یعنی تقریباً 14000 ارب روپے۔ جس میں سے تقریباً 7000 ارب سے زائد قرضوں کی قسط اور سود کے لیے۔ 4300 ارب روپے پرائیویٹ پاور پلانٹس کے کرایہ، تنخواہوں پینشن اور سبسٹڈی وغیرہ کے لیے۔ 1800 ارب تقریباً دفاع کے لئے۔ 950 ارب روپے ترقیاتی منصوبوں کے لیے۔ اور 190 ارب دیگر اخراجات کے لیے۔

پاکستان کی ترقی کے لیے انتہائی ضروری ہے، کاروبار کا چلنا اور پھیلنا۔ مگر لگتا ہے کہ، پاکستان میں ایک سازش کے تحت عام عوام کے سامنے بزنس مین کو گالی بنا دیا گیا ہے۔ کبھی دوائی مافیا، کبھی سیمنٹ مافیا، کبھی کوئی مافیا، تو کوئی مافیا وغیرہ۔ اچھے برے لوگ ہر شعبہ میں ہوتے ہیں، مگر ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، اپنے بزنس مین، علماء، جرنیلوں، بڑے سرکاری افسران سیاستدانوں، غرض سب کو برا بھلا کہنے کی، اور ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ خامیاں دیگر ممالک میں بھی ہیں، مگر ان کا میڈیا اور عوام اپنے ممالک کی خامیاں اس طرح نشر نہیں کرتے جس طرح ہم پاکستانی کرتے ہیں۔

خواہ عمران خان کی حکومت ہو، یا نواز شریف یا زرداری کی، یہ تمام ہی ہمیشہ IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی توانہائی خوشامد کرتے ہیں۔ اور ہر جائز اور ناجائز بات کو خوشی خوشی تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ بیرون ملک سے Investment کرنے والوں کو اپنے سرکاتاج بناتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ مگر کم از کم اپنے ملک کے کاروباری افراد کو ذلیل تو مت کریں۔ ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی ہر وقت تعریف کرنے کی، اور اپنے لوگوں میں ہر وقت کیڑے نکالنے کی۔

یاد رہے، پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی IMF امریکہ یا سعودی عرب نہیں ہے۔ پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی، پاکستان کے پہلے بڑے بڑے بزنس مین ہیں۔ ان 1000 افراد سے پاکستان کے کروڑوں لوگ وابستہ ہیں۔ امریکہ، IMF، سعودی عرب اور UAE وغیرہ کی تو ہماری حکومتوں کو، منت تر لے، بھی کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی، مگر اپنے بزنس مین کو ہماری حکومتیں ذلیل بھی خوب کرتی ہیں اور بدنام بھی خوب کرتی ہیں۔ ہم پاکستانیوں میں کئی کمزوریاں ضرور ہیں، مگر الحمد للہ رب العالمین، ہم اتنے بھی برے نہیں ہیں، جتنا برا ہمیں بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

19۔ خواہ عمران خان ہو، یا مشرف، نواز شریف ہو یا زرداری، سٹائل، اور انگریزی انداز تو ہمارے پاس ہیں، مگر ترقی دیسی سے مودی کا بھارت کرتا جا رہا ہے۔ آخر کیوں؟

1992 کے بعد سے پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی دکھاوے، اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر جھوٹی شو، مارنے کی بیماری کا شکار ہونا شروع ہو گئی۔ اور سادگی انتہائی تیزی سے ختم ہونے لگی۔ ہمارے سیاست دان، جرنیل،

بزنس مین، بلکہ عوام کی اکثریت میں بڑے بڑے گھروں میں رہنے اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنے کی عادت انتہائی تیزی سے پھیلنے لگی۔ سادگی کا کلچر ختم ہونا شروع ہو گیا۔

نواز شریف، ماڈل ٹاؤن کے 6 کنال کے گھر سے رائیونڈ کے 2700 کنال کے عالیشان گھر میں تشریف لے گئے۔ عمران خان صاحب، نے 300 کنال کی زمین پر اسلام آباد میں گھر بنالیا۔ کراچی کا بلاول ہاؤس، 2 کنال سے 4، پھر 4 سے 6 اور اب نہ جانے کتنے کنال تک پھیل چکا ہے۔ ایک تو ہم لوگ 2 یا 4 کنال کے گھر میں زندہ بھی تو نہیں رہ سکتے۔

دوسری طرف بھارت کو معاشی شیر بنانے والا من موہن سنگھ، چند مرلہ کے مکان میں ہی زندگی گزار گیا۔ مگر اپنے ملک کا بھلا کر گیا۔ پاکستانی صدر مشرف کا سٹائل بھی بہت اچھا تھا، انگریزی بھی خوب تھی، انداز بھی جاندار تھا۔ مگر دوسری طرف بھارتی وزیر اعظم واجپائی جو دیکھنے میں انتہائی دیسی انسان تھا، سٹائل بھی نہیں تھا، مگر اپنے ملک کو روشنی اور ترقی کے سفر پر ڈال گیا۔

مودی سے ہم لاکھ اختلافات کر لیں، لیکن مودی اپنے ملک اور اپنی ہندو عوام کا واقعی ہیرو ہے۔ آج بھی بھارتی سیاستدان، جرنیلوں، بزنس مین، ججوں وغیرہ، کی اکثریت انتہائی سادہ اور دیسی سٹائل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر کام کرنا جانتے ہیں، سٹائل مارنا نہیں۔ جبکہ دوسری طرف، اگر ہمارے بزنس مین کی حیثیت اگر 40 یا 50 کروڑ روپے کی ہوگی، باتیں اور سٹائل اس کا 50 ارب کے بھارتی بزنس مین سے بڑھ کر ہوگا۔ آتا جاتا کچھ ہو یا نہ ہو، مگر باتوں اور سٹائل میں ہم شیر ہیں۔

کم و بیش یہی حال ہمارے اکثر شعبوں کے بڑوں کا ہے، باتیں ہم سے دنیا جہاں کی کروالیں، اندر سے کھوکھلے اور فارغ۔ آج کل کی بھارتی صدر درویتی مرما، کو ہی دیکھ لیں، انتہائی سادہ خاتون ہیں، مگر قابل خاتون ہیں۔

مودی ہو یا واجپائی سارے انتہائی سادہ انسان۔ جبکہ پاکستان میں خواہ، عمران خان ہو، یا مشرف، یوسف رضا گیلانی ہو یا نواز شریف، ایک سے بڑھ کر ایک انداز۔۔۔ اور انگریزی سٹائل۔۔۔

کیونکہ ہماری قوم سٹائل اور دکھاوے کو ہی پسند کرتی ہے۔ تو پھر ٹھیک ہے، اب پھر بھگتو۔۔۔ ان سٹائلش حکمرانوں کے کارناموں کو۔۔۔ ہماری عوام کو بھی اپنی حیثیت سے بڑھ کو دکھاوا کرنے اور خرچ کرنے کا شوق ہے، اور یہی شوق ہمارے حکمرانوں اور حکومت کا بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ، ہمارے اخراجات زیادہ ہیں اور آمدنی کم، لہذا IMF سے بھیک بھی مانگتے ہیں۔

کیا ہوا، اگر ہم IMF سے یا سعودی عرب، متحدہ عرب امارات یا دیگر ممالک سے امداد مانگتے ہیں، لیکن ہم پاکستانی ہیں تو سٹائلش۔ آخر سٹائل کی بھی تو کوئی قیمت ہوتی ہے۔۔۔ اب بھگتو یہ قیمت۔

20- کاروبار اور پیسہ کمانے میں کتنا عمل دخل قسمت کا ہوتا ہے، اور کتنا

انسان کی اپنی محنت کا ہوتا ہے؟

کبھی سوچا ہے کہ آج، ہندو، عیسائی اور یہودی انتہائی امیر ہیں۔ جبکہ مسلمان مجموعی طور پر پوری دنیا میں غریب اور ناکام کیوں ہیں؟ یاد رکھیں، کہ اللہ تعالیٰ، صرف رب المسلمین ہی نہیں ہے، بلکہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی مالک و خالق نہیں ہے، بلکہ کفار کا بھی ہے۔ کچھ قوانین قدرت ہیں، جن پر جو بھی عمل کرے گا، فائدہ اٹھالے گا۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ جو محنت، ایمانداری، لگن اور سمجھداری سے کام کرتا ہے، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے، لوگوں کی مدد کرتا ہے، اور لوگوں کی دعائیں لیتا ہے، اور تکبر سے دور رہتا ہے، تو ایسا انسان، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اکثر کامیاب ہی رہتا ہے۔

کچھ معاملات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالکل اختیار نہیں دیا ہے، مثلاً، وہ کب اور کس کے گھر پیدا ہوگا۔ وہ کب، کس جگہ اور کس طرح مرے گا۔ دوائی اور علاج سے تکلیف میں آرام تو مل سکتا ہے، مگر زندگی میں اضافہ نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر کئی معاملات میں انسان بالکل آزاد ہے، مثلاً اپنی پسند سے جب چاہے اپنا مذہب یا فرقہ تبدیل کر لے، اپنی مرضی سے اچھائی یا بدکاری کا انتخاب کر لے۔ چاہے تو شراب نوشی کرے، چاہے تو 2 نمبر کاروبار کرے، چاہے تو کسی کو دھوکہ دے کر پیسے کمائے، چاہے تو ایمانداری سے کاروبار کرنا کے پیشہ کمائے۔

آج کل، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد، سستی، جذباتیت، اور تعلیم کی کمی کا شدید شکار ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اپنے اپنے سیاسی اور مذہبی قائدین کی اندھی تقلید اور محبت کی بیماری انتہائی بدترین طریقے سے داخل ہو چکی ہے۔ اپنے سیاسی یا مذہبی مخالفین سے شدید نفرت امت مسلمہ کا المیہ بن چکا ہے۔ جذباتی اور جوشیلی تقاریر کرنے والے مذہبی اور سیاسی قائدین امت کی محبت کا محور ہیں۔ خواہ اصل میں ان قائدین کے اپنے پلے کچھ بھی نہ ہو۔

اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے، صرف خواہش کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ عملی کوشش (سعی)، کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ خواہ دین میں ہو یا دنیا میں۔

فرمان الہی: جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے ہم اس کے لئے جلد ہی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے، اور صاحبِ ایمان بھی ہے، تو اس کی سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی۔ **سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 18 اور 19**

یہ حقیقت ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جو کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی دنیاوی طور پر بہت کامیاب ہیں۔ لیکن عام طور پر تعلیم یافتہ اور محنتی لوگ ہی دنیاوی طور پر زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔ جس معاشرے میں تعلیم

عام ہے اور لوگ محنتی بھی ہیں، وہ معاشرے اُتے ہی زیادہ دُنیاوی طور پر خوشحال بھی ہیں۔ امریکہ اور یورپ اس کی ایک مثال ہیں۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، سائنس، اور جدید دُنیاوی تعلیم سے بھی خوب ہمکنار کریں۔ تاکہ ہم قرآن و حدیث اور دُنیاوی تعلیم کے بہترین امتزاج کے ساتھ دُنیا میں مسلمانوں کا لوہا منوا سکیں۔ لہذا انسان کو چاہیے، کہ وہ محنت اور ایمانداری کے ساتھ اپنا کام کرے، جتنا اُس کے اختیار میں ہو۔ اور پھر اپنے رب سے کامیابی کے لیے دُعا بھی کرے، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دے۔ اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی بنالے۔ جس کام سے لگے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوگا، وہ کام کر لے، اور جس کام سے لگے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، اُس سے بچے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دُنیا اور آخرت کی کامیابی ہمیشہ ملے گی۔

21- آج جانیے وہ چند وجوہات جن کی وجہ سے پاکستان عوام ذلیل ہو رہی ہے اور بھارتی

عوام کی دُنیا میں عزت بڑھتی جا رہی ہے۔

1:: بحیثیت مجموعی ہم پاکستانی احساس کمتری کے مارے ہوئے لوگ ہیں۔ ہر دوسری بات پر اپنے ملک پر تنقید کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور اپنے ملک میں کیڑے نکالنا ہمارا مشغلہ ہے۔ جب کہ بھارتی عوام ہماری نسبت اپنے ملک کی بہت قدر کرتی ہے اور اپنے ملک پر فخر کرتے ہیں۔ خامیاں بھارت میں بھی بہت ہیں لیکن وہ اپنے ملک کو اس طرح برا بھلا نہیں کہتے جس طرح پاکستانی کہتے ہیں۔

2:: جو پاکستانی بیرون ملک رہتے ہیں، ان کی اکثریت پاکستانی نظام اور کمزوریوں کو دُنیا کے سامنے اتنا جاگر کرتی ہے، کہ کئی لوگ پاکستان سے ہی بدظن ہو جاتے ہیں۔ جبکہ بھارتی عوام جو بیرون ملک رہتی ہے، وہ بھارت کی اچھی باتوں کو تو خوب اجاگر کرتی ہے، مگر غلط باتوں پر بڑے طریقے سے پردہ ڈال دیتی ہے۔

3:: بھارتی اپنے کامیاب لوگوں کی خوب عزت کرتے ہیں، وہ اپنی بڑی کاروباری شخصیات، مذہبی شخصیات، بڑے سرکاری افسران، کھلاڑیوں بلکہ فلمی اداکاروں کی انتہائی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی خوشیوں میں شریک ہو کر خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ ہم پاکستانیوں کی بڑی تعداد حسد کی ماری ہوئی ہے۔ قابل اور محنتی لوگوں کی کامیابی اور ترقی تو ہم سے برداشت ہی نہیں ہوتی۔ لہذا ہم ہر دوسرے قابل اور محنتی انسان کو الٹا ذلیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

4:: پاکستانی عوام کی اکثریت انتہائی کم تعلیم یافتہ بھی ہے اوپر سے جذباتی بھی ہے۔ جو بھی سیاسی یا مذہبی لیڈر بڑی بڑی باتیں کرے ہم متاثر ہو جاتے ہیں، خواہ ان بڑی بڑی باتوں میں حقیقت کچھ بھی نہ ہو۔ ہم میں شخصیت پرستی عام ہے، ہم اپنے قائدین کو ان کی کارکردگی نہیں بلکہ شخصیت پرستی کی بنیاد پر پسند کرتے ہیں، جبکہ بھارتی عوام کارکردگی کو زیادہ سراہتے ہیں، اور اپنے قائدین کی اس طرح اندھی تقلید نہیں کرتے جس طرح ہم پاکستانی کرتے ہیں۔

5:: بھارتی عوام کی اکثریت ملکی مفاد کو زیادہ اہمیت دیتی ہے، جبکہ پاکستان میں ایک بہت بڑا طبقہ اپنے قائدین کی محبت کو ہی ملکی مفاد یا اسلام کا مفاد سمجھتا ہے۔ ہم پاکستانی سیاسی اور مذہبی نفرتوں میں بہت دور تک نکل گئے ہیں، جس سے پاکستان اور اسلام دونوں کا ہی نقصان ہو رہا ہے۔

اگر ہم واقعی ان مسائل سے نکلنا چاہتے ہیں تو ہمیں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دینا چاہیے۔ اس کے ساتھ صحیح حدیث پاک سے رہنمائی لینا شروع کر دیں۔ اور کسی بھی سیاسی یا مذہبی قائد کی اندھی محبت یا اندھی تقلید میں مبتلا مت ہوں، یاد رہے، علم اور شعور کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن پاک اور صحیح حدیث پاک ہی ہے۔ اگر آپ کے علم میں آجائے کہ آپ کے سیاسی یا مذہبی قائد کی جو باتیں قرآن پاک اور صحیح حدیث پاک کے خلاف ہیں، تو ان باتوں کو رد کر دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، کبھی بھی گمراہ اور ناکام نہیں ہوں گے۔

22۔ کسی کی نظر میں فوجی جرنیل پاکستان کے مسائل کی وجہ ہیں تو کوئی سیاستدانوں، علماء کرام، سرکاری

افسران اور کاروباری افراد کے خلاف ہے، آخر حقیقت کیا ہے؟

ہم خود وہ ہیں، جو میٹرک تک بغیر نقل کے پاس نہیں کر سکتے۔ لہذا ہمارے لیے نقل جائز ہے، معاذ اللہ۔ لیکن حکمران ایماندار چاہیے۔ کاروبار میں 2 نمبری عام ہے، دکھاتے کچھ ہیں، بیچتے کچھ اور ہیں۔ لیکن حکمران ایماندار چاہیے۔ ہمارے حکمران ہمارے معاشرے سے ہی آتے ہیں، اور اصل میں وہ ہمارا ہی عکس ہوتے ہیں۔ جیسے عوام ویسے ہی حکمران۔ ہمیں نیک سیرت، ایماندار، قابل اور اعلیٰ اخلاق والے حکمران چاہیے، جبکہ ہمارے اپنے اخلاق کا یہ عالم ہے، کہ ایک دوسرے کو یو تھیا اور پٹواری کہ کر ذلیل کرتے ہیں۔ اپنے سے مختلف سیاسی یا مذہبی سوچ رکھنے والوں کو ذلیل کرنا اور اپنے آپ کو قابل سمجھا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا ہمارے معاشرے میں عام ہو چکا ہے۔

بحیثیت قوم ہم ٹیکس چور بھی ہیں، خواہ کاروباری ہوں یا عام عوام۔۔۔ ہوٹل جا کر کھانا کھا کر کچا بل مانگتے ہیں، تاکہ ٹیکس سے بچ سکیں۔ مگر حکمران ایماندار چاہیے۔ جس لیڈر کو ہم پسند کرتے ہیں وہ، جھوٹ بولے، چوری کرے، نکما ہو، بد کردار ہو۔۔۔ کچھ بھی ہو، ہم نے اپنے لیڈر کا اس طرح دفاع کرنا ہے، کہ معاذ اللہ، گویا وہ کوئی پیغمبر ہے۔ اصل میں ہماری اکثریت اپنے اپنے قائدین کی بدترین اندھی تقلید میں مبتلا ہے۔ اور دوسری پارٹی کا لیڈر اگر کوئی اچھا کام بھی کر دے گا، تو اس میں کیڑے نکالنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ سچ کو سننے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ ہمیں صرف وہی سچ لگتا ہے، جو ہمارا پسندیدہ لیڈر کہے، خواہ وہ فضول ترین بونگی ہی کیوں یہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ، ہم پاکستانی بحیثیت قوم جھوٹے نکلے، نالائق، نااہل اور حاسد ہیں۔ ہم میں سے جو محنتی اور قابل پاکستانی اپنے اپنے شعبوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں، ہم ان سے حسد کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے

کامیاب، محنتی اور قابل پاکستانیوں کو ہی مختلف طریقوں سے برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم خود تو نکلے، سست اور نالائق ہیں، لہذا کامیاب پاکستانیوں کو ذلیل کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں۔ لیکن حکمران ہمیں عادل اور انصاف پسند چاہیے۔ جب تک ہم اپنے کرتوتوں کو درست کرنے پر توجہ نہیں دیں گے، اسی طرح اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہوتے رہیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سب قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کریں۔ اور ساتھ ساتھ صحیح حدیث پاک کا مطالعہ بھی شروع کر دیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا علمی اور شعوری معیار بلند ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور ہمیں معاملات کو حکمت اور فراست کے ساتھ ڈیل کرنا آجائے گا۔

23- کئی لوگ کہتے ہیں کہ، کاروبار چھوٹا ہو یا بڑا، اپنے اکیلے کا ہونا چاہیے۔ جبکہ کئی لوگ پارٹنرشپ کے قائل ہیں۔ آخر کیا کرنا چاہیے؟ اور کس انسان سے پارٹنرشپ کرنی چاہیے؟

پوری دنیا میں عام طور پر بڑے کاروبار اکثر پارٹنرشپ پر ہوتے ہیں، یا پھر پبلک کمپنی لمیٹڈ۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے، کہ، بھائی بزنس میں سانجھ (شراکت داری، پارٹنرشپ)، سگے بھائی کی بھی نہیں کرنی۔ کتنی آسانی سے ہم یہ فقرہ بول کر ہم اپنے کمزور نظام کی عکاسی کرتے ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے ہمارے لیے۔ ہم پاکستانی منافقت اور بے ایمانی و نوسربازی میں اس قدر بدنام ہو چکے ہیں کہ ایک فقرہ پورے پاکستان میں ہر ایک کی زبان پہ ہے۔ جو پاکستانی بزنس انڈسٹری کو تباہ و برباد کر گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ، پاکستانی بزنس عالمی سطح پر انتہائی چھوٹا ہے۔ کیونکہ ہم عام طور پر ایک دوسرے پر اعتماد ہی نہیں کرتے، اور اگر کوئی کر لے تو عام طور پر دوسرا بد نیت نکلتا ہے۔

اسکے برعکس زرا اسلامی تعلیمات پر نظر ڈالیں تو شراکتداری کرنا کوئی معیوب نہیں ہے ہاں البتہ اس کے کچھ اصول و ضوابط ضرور ہیں، مثلاً: **نبی ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ،** جب دو بندے آپس میں شراکتداری کرتے ہیں تو جب تک وہ دونوں آپس میں مخلص رہیں گے تو اللہ ﷻ کا ہاتھ ان پر رہے گا یعنی اس کاروبار پر اللہ ﷻ کی مدد ان کو میسر رہے گی مگر اگر کسی ایک کی بھی نیت میں، اخلاص میں فرق آیا تو اللہ ﷻ کا ہاتھ ان سے اٹھ جاتا ہے یعنی وہ اللہ ﷻ کی مدد سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بھائیو جب اللہ ﷻ کی مدد نہیں تو کامیابی کیسی !!!؟ ہم اگر دوسرے کا مال کھانے کی نیت سے شراکتداری کریں گے تو ان میں نقصان کے علاوہ کیا حاصل ہوگا۔ یہی وجہ جو ایسے فقرے ہمارے معاشرے میں زبان زد عام ہیں۔

کاروبار میں پارٹنر بنانے کے اصول: پارٹنر صرف اسی کو بنائیں، جو اپنا پیسہ بھی کاروبار میں آپ کے ساتھ لگائے۔ چھوٹے دل والے اور جلد باز انسان کو پارٹنر کبھی مت بنائیں، کاروبار کو سنبھلنے میں کئی بار سالوں لگ جاتے ہیں، لہذا پارٹنر وہ بنائیں جو سالوں صبر، ہمت اور حوصلہ کے ساتھ آپ کے ساتھ کھڑا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جب کاروبار چل پڑے، تو تمام پارٹنرز ایک دوسرے کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ معاملات کریں۔ اگر کاروبار کو مزید وسعت دینے کے لیے مزید پارٹنرز بھی درکار ہوں، تو ضرور مزید لوگوں سے بھی پارٹنرشپ ضرور کریں، بس ایمانداری، اخلاص اور محنت کو کبھی مت چھوڑیں۔ اور جب کبھی کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو قرآن و صحیح حدیث پاک سے رہنمائی لیں۔ یا باہمی تنازعات کو قابل علماء کرام یا مفتی صاحبان کی رہنمائی میں حل کر لیں۔



Factory & Head Office

10.5 km Raiwind Road, Near
Coca-Cola Factory, Lahore Pakistan.

+92 42 35459524 - 25 , +92 321-8404292

Karachi Office

Office No. 116, Mezzanine Floor, Saba
Palace, on Plot No. 29-A, Block-6, P.E.C.H.
Society, Main Shahrah-e-Faisal, Karachi.

+92 321-4292406 , 323-8404292

Faisalabad Office

AI - Hassan Center Katwali Road Near GCUF
(Old Campus) Gate No. 2 Opp. Govt. Sabria
Sirajia School No.1, Street No.1 Faisalabad.

+92 331-4545671 , 321-8455766



appletorose



AliMagnus



www.fakeer.pk



www.aminternational.pk